پروفیسر ابوالکلام خواجہ

امارت اسلامیہ افغانستان مشاہدات وتأثرات

قصاص کا مشاہدہ:

گذشتہ سال قصاص کا ایک منظر قندھار میں دیکھا، جمعرات کا دن تھا اسی طرح چار بجے لوگ اسٹیڈیم میں جمع تھے، لاؤڈ اسپیکر پر قتل سے فیصلے تک کی پوری تفصیل بیان کی گئی پھر قاتل کو معاف کر دینے کے فضائل قرآن وحدیث سے بیان کئے گئے اور یہ بتایا گیا کہ دیت خون بیچنا نہیں بلکہ ورثاء کا شرعی حق ہے اس کے بعد فاضل مقرر نے نہایت سوز گداز سے اپنی اور امیر المومنین کی طرف سے ورثاء کو دردمندانہ درخواست کی کہ وہ قاتل کو معاف کر دیں یا اس سے دیت لے لیں اور قاتل کے متعلقین کو بھی مقتول کے ورثا کو راضی کرنے کا موقع دیا گیا ان تمام تر کوششوں کا مقتول کی بیوہ نے پشتو میں جو جواب دیا اس کا مفہوم یہ تھا کہ: اس نے میرے شوہر کو ناحق قتل کرتے وقت میرا اور میری اولاد کا ترس نہیں کیا میں اس کے برحق قتل پر اس کا یا اس کے متعلقین کا ترس کیوں کروں، لہذا بند گاڑی سے قاتل کو نکالا گیا اور اسٹیڈیم میں اس طرف اسے بٹھا دیا گیا جیسے اس مقصد کے لئے لوگوں سے خالی رکھا گیا تھا مقتول کے ورثاء کے بالغ نمائندے کو ایک کلاشنکوف دے دی گئی جس میں پانچ گولیاں تھیں اور مناسب فاصلے سے فائر کرنے کو کہا گیا قاتل کے گرتے ہی ڈاکٹر لپک کر قریب پہنچے اس کی موت کی تسلی کے بعد اس کی لاش کو پوسٹ مارٹم جیسے انسانی تذلیل کے مراحل سے گزارے بغیر ایک ایمبولینس کے ذریعے گھر پہنچا دیا گیا۔

حدود اور قصاص کی برکات:

افغانستان میں کئی علاقے اور قبائل ایسے ہیں جو اس سے پہلے ڈاکہ زنی میں امتیازی حیثیت رکھتے تھے اور قتل وغارت کو تو اس قوم کے تشخص اور قومی شعار کی حیثیت حاصل تھی مگر آج صورت حال یہ ہے کہ خوست سے اسپین بولدک تک کرنسی تبدیل کرنے والے افغانی و پاکستانی کرنسیوں کے سڑک کے کنارے ڈھیر لگائے بیٹھے ہیں اور رات کو کھوکھوں اور لکڑی کے صندوقوں کو مقفل کر کے کرنسی ان میں چھوڑ کر چلے جاتے ہیں اور جو فٹ پاتھ پر بیٹھے یہ کام کرتے ہیں وہ نوٹوں کو بوری یا کپڑے میں ڈال کر اطمینان و سکون کے ساتھ اٹھا کر لے جاتے ہیں کابل میں پررونق جگہ سے ہٹ کر ایک ایسی جگہ پر جہاں گاڑیوں اور پیدل چلنے والوں کی آمدورفت بہت کم تھی ایک معذور شخص نظر آیا جو سڑک کے کنارے نوٹوں کا ڈھیر لگائے بیٹھا تھا، ہر صاحبِ مال کو یہ اطمینان ہے کہ میرا لٹا ہوا مال سالوں، مہینوں اور دنوں میں نہیں صرف چند گھنٹوں میں یا تو واپس مل جائے گا یا حکومت اس کی تلافی کر دے گی اور مجھے تھانے کچہری کے چکر بھی نہیں لگانے پڑیں گے ایک بار وقوعہ کی اطلاع کے لئے اور دوسری بار ملزم کی گرفتاری کے بعد عدالت میں گواہی کے لئے

کل دو بار جانا پڑے گا اور ایسا بھی نہیں ہوگا کہ عدالت میں صبح سے شام تک انتظار میں بیٹھے رہیں اور پھر اگلی پیشی کی تاریخ لے کر واپس آجائیں بلکہ صرف اسی دن بلایا جائے گا جس دن گواہی لینا ہوگی اور لوٹنے والے کو یہ خوف ہے کہ میرا پکڑا جانا یقینی ہے اور اس صورت میں لوٹا ہوا مال بھی واپس کرنا ہوگا اور ایک ہاتھ اور پاؤں سے بھی محروم ہونا پڑے گا۔

گذشتہ سال ہی کے سفر کا واقعہ ہے کہ رات اپنی زلفیں بکھیر چکی تھی دور دور تک انسانی آبادی نظر نہیں آرہی تھی پہاڑوں کے ویران اوز دہشت ناک ماحول میں اکیلی ویگن پاکستانی مسافروں کو لے کر اپنی منزل کی طرف چلی جارہی تھی، محافظ پولیس کی کسی چوکی کا کہیں وجود نہ تھا، ویگن کے ٹیپ ریکارڈر میں گانوں اور نغموں کی بجائے مسجد نبوی کے سب سے بڑے امام شیخ علی حذیفی کے تاریخی خطاب کے اردو ترجمہ کی کیسٹ لگی ہوئی تھی اور سب مسافر موت کی سی خاموشی کے ساتھ اس کی طرف متوجہ تھے کہ اچانک فرنٹ سیٹ کے مسافر نے ڈرائیور سے سوال کیا کہ: کیا تمہیں اس راستے میں ڈاکے کا خوف محسوس نہیں ہوتا؟ ڈرائیور نے نہایت سکون سے جواب دیتے ہوئے کہا جب سے طالبان آئے ہیں ہم اس خوف سے بے نیاز ہو چکے ہیں ورنہ اس علاقے سے رات تو درکنار دن میں بھی گزرنا ممکن نہ تھا کئی ویگنوں پر مشتمل قافلہ مل کر سفر کرتا تھا پھر بھی ڈاکے کا خوف رہتا تھا مگر اب یہ حالت ہے کہ ہمارے لئے رات اور دن برابر ہے اگر اس وقت چلنے کی بجائے ہم اس ویرانے میں رک بھی جائیں تو بھی کسی نقصان کا کوئی اندیشہ نہیں، یہ سنتے ہی مسافر گہری سوچ میں ڈوب گیا اور زیرلب کہنے لگا، اے خلفاء راشدینؓ کے جانشین! اے اپنی قوم کو تہذیب حاضر کی حیوانیت کے گڑھے کے کنارے سے اٹھا کر قرونِ اولیٰ کی انسانیت پر کھڑا کر دینے والے مجاہدِ اعظم! اے پوری دنیا کے تباہ حال مسلمانوں کے لئے نورِ اسلام کی امید کی کرن! اے فاروقِ اعظم اور عمر بن عبدالعزیز کے دور کی یاد تازہ کر دینے والے عمر ثالث! اللہ تعالیٰ تیری زندگی اور تیرے عزم و استقلال میں برکت دے، شیطانی، انسانی اور نفسانی سازشوں اور دشمنوں سے تیری ہمہ پہلو حفاظت فرمائے اور پھر ٹھنڈی آہ بھر کر حسرت سے یوں گویا ہوا امن و امان اور اطمینان و بے خوفی کی یہ کیفیت صرف وہیں ہو سکتی ہے جہاں کے حکمران عوام کو اپنی چرب زبانی اور نمائشی اداؤں سے فریب خوردگی میں غوطے دینے کی بجائے اللہ تعالیٰ کے حضور جوابدہ ہونے کا احساس رکھتے ہوں، نشۂ اقتدار میں مست نہ ہوں، ان کے دماغ میں عوامی تائید کا خمار نہ ہو، غیر مسلم طاقتوں اور بیرونی آقاؤں کی پشت پناہی کی تسخیر میں مبتلا نہ ہوں، متحرک دماغ، وسیع ظرف، فراخ دل، آنکھیں اور مستعد جسم رکھتے ہوں، عوام کے جان و مال کے محافظ ہوں لٹیرے نہ ہوں اور نہ ہی اپنی حکمرانی کی بقا اور اس کے استحکام کے لئے لٹیروں کے تعاون کے محتاج ہوں۔

طالبان کا نظم و ضبط:

ہر ضلع کے آغاز و اختتام پر طالبان کی چوکی ہے جب کوئی گاڑی وہاں پہنچتی ہے تو ایک کارندہ پہلے تو مومنانہ فراست سے تمام مسافروں پر ایک نظر ڈالتا ہے اور پھر ڈرائیور سے ان کے بارے میں معلومات

حاصل کرتا ہے پھر مسافروں سے براہ راست گفتگو کرتا ہے اور اس کے بعد پوچھتا ہے کہ ڈرائیور سے کوئی تکلیف تو نہیں پہنچی نیز یہ کہ اس نے راستے میں گانوں کی کیسٹ تو نہیں چلائی، اگر کیسٹ نکل آئے تو ضبط کرلی جاتی ہے اور پھر جمع شدہ تمام کیسٹیں سرِعام جلادی جاتی ہیں۔

ہم ایک ویگن میں قدرے ویران راستے پر جارہے تھے نہر کا کنارہ تھا ویگن پنکچر ہوگئی، ڈرائیور پہیہ تبدیل کرنے لگا اور ہم نیچے اتر کر کھڑے ہوگئے اس اثناء میں ایک گاڑی قریب آکر رکی اس میں سے ایک آدمی باہر نکلا اس کے ہاتھ میں پلاسٹک کا کوڑا تھا اس نے مسنون سلام کے بعد پہلے ہم سے پوچھا کہ ڈرائیور نے تنگ کرنے کے لئے بہانہ تو نہیں بنایا جب ہم نے نفی میں جواب دیا تو پھر ڈرائیور سے پوچھا کہ تمہیں پہیہ تبدیل کرنے کے سلسلے میں کسی چیز کی ضرورت تو نہیں اس سے نفی کا جواب سننے کے بعد سلام کرکے گاڑی میں بیٹھ کر روانہ ہوگیا ڈرائیور نے بتایا کہ یہ شعبہ امر بالمعروف والے ہیں جو اس طرح چل پھر کے نگرانی کرتے رہتے ہیں۔

افغانستان میں سنت طریقے کے مطابق ٹریفک دائیں ہاتھ کی ہے اب تو برطانیہ اور اس کے ذہنی غلاموں کو چھوڑ کر دنیا میں تقریباً ہر جگہ اسی ہاتھ کی ٹریفک ہے ہم ایک بار شہر میں ایک ویگن میں سوار تھے اور ٹریفک کم تھی ہم نے ڈرائیور سے کہا کہ تم گاڑی سڑک پر بائیں ہاتھ لے لو اس نے کہا کہ میں ایسا نہیں کر سکتا اگر میں نے ایسا کیا اور دیکھ لیا گیا تو پھر مجھے مارے پیٹے بغیر صرف یہ کہہ کر تین دن کے لئے گاڑی سمیت سرکاری مہمان خانے (حوالات) میں رکھا جائے گا کہ تم تھک گئے ہو آرام کرلو تین دن بعد جب تھکاوٹ اتر جائے پھر گاڑی چلانا۔

تیز رفتار گاڑی سڑک کو پیدل عبور کرنے والے کے لئے آہستہ ہو جاتی ہے اور رک بھی جاتی ہے جس کی وجہ ایک ڈرائیور نے بتائی کہ اگر کسی کو چوٹ لگ جائے تو اس کا علاج اور گاڑی والے کی ذمہ داری ہے اور اگر مر جائے تو فوراً دیت ادا کرنا پڑتی ہے۔

منشیات کا استعمال اور اس کی خرید و فروخت جرم ہے البتہ سگریٹ نوشی کی اجازت ہے مگر ایک تو سرکاری اور دفاتر میں اس کی ممانعت ہے دوسرے یہ کہ ڈرائیور صرف اس صورت میں پی سکتا ہے جب اس کی گاڑی کے کسی ایک مسافر کو بھی اعتراض نہ ہو۔

اگر بغیر ڈاڑھی والا کوئی شخص نظر آجائے تو اسے اس وقت تک سرکاری مہمان خانے میں رکھا جاتا ہے جب تک کہ اس کی ڈاڑھی شریعت کے مطابق نہ ہو جائے ہمیں خوست سے اسپین بولدک تک صرف دو آدمی بے ریش نظر آئے ایک تو ڈرائیور تھا جو ہمیں میراں شاہ سے افغانستان کے ایک سرحدی گاؤں تک لے گیا اور پھر ہمیں وہاں چھوڑ کر اسی وقت وہاں سے واپس پلٹ گیا اور دوسرا کابل میں مغرب کی نماز کے بعد دکھائی دیا جو پاکستانی مسافر معلوم ہوتا تھا اس نے رومال سے منہ لپیٹ رکھا تھا قریب جا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ اب ڈاڑھی رکھ رہا ہے۔